مقام محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد خالد جذبی



دنیا میں جتنے بھی نبی و رسول معبوث ہوئے اسلام ان سب پر ایمان لانے اور ان سب کا یکساں ادب و احترام کرنے کا حکم دیتا ہے کیونکہ وہ سب خدا کے فرستادے تھے لیکن ان رسولوں اور نبیوں میں ایک ایسا جلیل القدر نبی و رسول بھی معبوث ہوا جو اپنے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے سارے رسولوں اور سارے نبیوں پر فضیلت رکھتا ہے۔ یہ رسول و نبی ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ ہیں۔

انبیائے سابقین مقامی نبی تھے

آپ ﷺ سے پہلے جتنے بھی نبی و رسول معبوث ہوئے وہ سب اپنی اپنی قوموں کی طرف بھیجے گئے اور خود ان میں سے ہر رسول نے یہی کہا کہ اے میری قوم میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (دوسری قوموں کی طرف نہیں)

چنانچہ آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

''نوح کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا''

(سورہ ھود۔ آیت نمبر 25)

حضرت ہود کے بارے میں فرمایا:

ھود کو (ہم نے) ان کے بھائیوں عاد کی طرف رسول بنا کر بھیجا (سورہ ہود ۔آیت نمبر 50)

حضرت صالح کے بارے میں ارشاد ہوا کہ:

اور صالح کو (ہم نے) ان کے بھائیوں ثمود کی طرف رسول بنا کر بھیجا (سورہ ھود۔ ایت 61)

حضرت شعیب کے بارے میں فرمایا کہ:

اور ہم نے شعیب کو ان کے بھائیوں (یعنی ان کی قوم) کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور انہوں نے کہا اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی پرستش کرو (سورہ ہود ۔آیت نمبر 84)

اور بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا اور اللہ تعالیٰ عیسیٰ (ابن مریم کو) بنی اسرائیل کی طرف (اپنا) رسول بنا کر بھیجے گا ۔(یعنی دوسری قوموں کی طرف نہیں)

آل عمران ۔آیت نمبر 49)

آنحضور سارے بنی نوع انسان کے لئے معبوث ہوئے

گویا جناب نوح بلکہ جناب آدم سے لے کر جناب مسیح ابن مریم تک سارے نبی اپنی اپنی قوموں کی طرف معبوث کئے گئے تھے ۔اور انہی کے منجی تھے دنیا کی باقی اقوام کی نجات سے ان کا کوئی تعلق نہ تھا لیکن آنحضرت ﷺ دنیا کے واحد رسول و نبی ہیں جو ساری انسانیت اور تمام بنی نوع انسان کی طرف معبوث فرمائے گئے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا

(سورہ الاعراف ۔آیت نمبر 158)

(اے میرے رسول؛ کہہ دیجیے کہ اے لوگو؛ میں تمام بنی نوع انسان کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں) یعنی صرف اہل مکہ صرف اہل مدینہ یا صرف اہل عرب آپ کے مخاطب نہیں ہیں بلکہ روئے زمین پر بسنے والے تمام انسان آنحضور کے مخاطب ہیں اور جب تک دنیا میں انسان موجود ہیں گے وہ سب آپ ﷺ کے مخاطب ہوں گے ''ناس'' کے ساتھ لفظ ''جمیعا'' استعمال کیا گیا ہے۔ گویا اس شرف و فضیلت میں دنیا کا کوئی نبی ہمارے آقا و مولا ﷺ کا شریک نہیں۔

آنحضور سارے انبیا کے جامع کمالات تھے

اور آگے چلتے فرمایا:

لِیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ (الجن. آیت نمبر 27)

اس آیت کا ترجمہ بیان کرنے سے پہلے اس کے سیاق و سباق کو ذہن نشین کرانا بہت ضروری ہے۔ اس آیت سے پہلی آیات میں اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو

مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ آپ ان (کافروں) سے کہہ دیجیے کہ مجھے نہیں معلوم کہ تمہاری تباہی کی گھڑی آگئی ہے یا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کوئی طویل مدت مقرر فرمائیگا (کیونکہ) غیب کا علم تو صرف اس کے پاس ہے اور کوئی نہیں جو اس کے غیب پر غالب آسکے سوائے ایسے رسول کے جسے وہ علم غیب سے مطلع کرنے کے لئے چن لے (یعنی رسول اقدس ﷺ کو) اور پھر اس کی (یعنی حضور اقدس ﷺ کی) حفاظت کی غرض سے اس کے آگے اور پیچھے محافظ فرشتوں کے دستے مامور فرما دیتا ہے تا کہ: لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ الخ (سورہ جن آیت ۔نمبر 27)

(یعنی اسے معلوم ہو جائے، وہ دیکھ لے کہ میرے رسول نے فرشتوں کی حفاظت میں میرا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا ہے) قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ دیکھ لے کہ۔۔۔۔ میرے رسول نے میرا پیغام میرے بندوں تک پہنچا دیا ہے۔۔۔۔۔ بلکہ یہ فرمایا کہ۔۔۔۔ میرے رسولوں نے میرا پیغام پہنچا دیا۔۔۔۔۔ یہاں حضور اقدس ﷺ کیلئے جمع کا صیغہ استعمال فرمایا گیا۔ یہ بہت ہی لطیف نکتہ تھا جسے سمجھنے کی کوشش بہت کی گئی کہ جناب رسالت مآب کیلئے رسول کی جگہ (رسلٰت) جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا؟ اس میں یہ سر اور بھید ہے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ جناب رسالت مآب ﷺ کو گزشتہ تمام انبیا کا جامع صفات قرار دے رہا ہے اور ہمیں بتا رہا ہے کہ گذشتہ انبیا میں جو کمالات فرداً فرداً پائے جاتے تھے وہ سب ہمارے آقا و مولا ﷺ کی ذات والا صفات میں جمع کر دیے گئے تھے یعنی حضور اقدس ﷺ تمام انبیا کا خلاصہ اور جوہر ہیں اور آپ ﷺ کی نبوت ساری نبوتوں پر حاوی و محیط ہے اس لئے آپ ﷺ سب سے افضل ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جو آنحضور ﷺ کے علاوہ دنیا کے کسی نبی کو نہیں دیا گیا۔

آنحضور ﷺ انبیائے سابقین کے مصدق تھے

آگے چلئے ایک اور بہت بڑا اعزاز حضور اقدس ﷺ کو عطا کیا گیا جس طرف قرآن حکیم نے ان الفاظ میں اشارہ فرمایا:

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هٰؤُلَاءِ (سورہ النحل۔ آیت 89)

"(اور جس دن (روز قیامت) ہم ہر امت میں سے ایک گواہ اس امت کے مقابلے میں کھڑا کریں گے اور (اے میرے رسول آخر میں) آپ کو ان سب (گواہوں) کے مقابلے میں گواہ بنا کر لائیں گے۔

حضور اقدس ﷺ کو سب گواہوں کے مقابلے میں کیوں لایا جائے گا؟ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے۔ گویا وجہ فضیلت قرآن حکیم ہے جس میں گزشتہ تمام صحائف آسمانی کی ساری خوبیاں اور قابل ذکر تعلیمات محفوظ کر دی گئیں۔ اس طرح قرآن حکیم نے تصدیق کر دی کہ حضور اقدس ﷺ سے پہلے جو انبیا مبعوث ہوئے تھے وہ واقعی اللہ تعالیٰ کے فرستادے تھے اور قرآن کریم نے شہادت دے دی کہ ان انبیائے کرام پر نازل ہونے والی کتابیں واقعی منجانب اللہ تھیں۔ پس جناب رسالت مآب ﷺ کی شہادت سے ہمیں معلوم ہوا کہ واقعی یہ انبیاء و رسل برحق تھے۔ اگر حضور ﷺ اقدس ان کی سچائیکی شہادت نہ دیتے تو ہمارے پاس ان کی تصدیق کرنے اور ان پر ایمان لانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا اس طرح قیامت کے دن بھی انبیائے سابقین حضور اقدس ﷺ کی شہادت کے محتاج ہوں گے جبکہ حضور اقدس ﷺ کسی نبی و رسول کی طرف سے تائید و تصدیق کے محتاج نہ ہوں گے۔ یہ وہ عظیم الشان اعزاز اور منفرد فضیلت ہے جس سے دنیا کے کسی رسول و نبی کو نہیں نوازا گیا۔

بنی اسرائیل کے لئے موعود رسول

اسی مضمون کو ایک اور رنگ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:۔

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ الخ (آل عمران۔ ۸۱)

(اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ نے (اہل کتاب سے) نبیوں والا عہد لیا کہ جو کتاب اور حکمت میں تمہیں دوں (اور) پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو اس (کلام) کا مصدق ہو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا (پھر دریافت) فرمایا (تھا) کیا تم اقرار کرتے ہو اور (ذمہ داری) قبول کرتے ہو انہوں نے کہا تھا کہ ہاں ہم نے اقرار کیا، ارشاد فرمایا تو گواہ رہنا اور میں اس پر تمہارے ساتھ ہوں تو اب جو شخص (اس

عہد کے بعد) روگردانی کرے گا تو ایسے لوگ فاسق ہوں گے)

ان آیات میں حضور اقدس کی ایک بہت بڑی فضیلت بیان کی جارہی ہے اور بنی اسرائیل کو یاد دلایا جارہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو کتاب (تورات) عطا فرمائی تھی تو اے بنی اسرائیل اس میں تم سے کہا تھا کہ جب وہ رسول آئے جو اس کتاب کی تصدیق کررہا ہو جو تمہیں دی گئی ہے تو اس پر ایمان لانا اور صرف ایمان ہی نہ لانا بلکہ ہر طرح اس کی مدد اور تائید وحمایت کرنا۔ تم نے اقرار بھی کرلیا تھا کہ جب بھی وہ موعود نبی آئے گا تو تم اس پر ایمان لاؤ گے۔ فرمایا اب یہ رسول آگیا ہے اس پر ایمان لاؤ لیکن اگر تم نے اس رسول کو قبول نہ کیا تو یاد رکھو تمہارا اشمار گمراہوں اور فاسقوں میں ہوگا۔

ان دونوں آیات کے ذریعے حضور اقدس کا مقام بلند متعین فرمایا جارہا ہے کہ اب روئے زمین پر کسی پیغمبر کی امت محض اس پیغمبر کا نام لینے اور اس کی تصدیق کرنے سے راہ نجات نہیں پاسکتی جب تک وہ حضور اقدس کو قبول نہ کرے۔ گویا کیا بنی اسماعیل اور کیا بنو اسرائیل آپ سب کیلئے رسول ہو کر آئے تھے کیونکہ خود تورات میں حضور اقدس کی شناخت کی علامت بیان کی گئی ہیں۔

خدا سینا سے آیا، اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا،

یعنی خدا کا جلال تین صورتوں میں ظاہر ہوگا۔ پہلا جلال حضرت موسیٰ کی صورت میں جب طور سینا پر جناب موسیٰ کو شریعت عطا کی گئی۔ دوسرا جلال حضرت مسیح ابن مریم کی صورت میں جو شعیر مضافات فلسطین میں تشریف لائے اور خداوند کے نام کی منادی کی۔ تیسرا جلال فاران کی چوٹیوں سے ظاہر ہونا تھا اور وہ حضور اقدس کی صورت میں ظاہر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ ان الفاظ میں اشارہ ہے اس تاریخ ساز واقعے کی طرف جب آپ دس ہزار قدسی نفس صحابہ کی معیت میں فتح مکہ کیلئے روانہ ہوئے تھے۔ (جاری ہے)



حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق

حضور اقدس ﷺ کو ایک یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ انبیائے سابقین آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت دیتے چلے آرہے ہیں، ان میں سرفہرست اسم گرامی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے چنانچہ جب حضور اقدس ﷺ دعویٰ نبوت فرمایا تو یہود نے آپ ﷺ کی سخت مخالفت کی اس پر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا:

قُلْ اَرَئَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدَ اللّٰہ (الاحقاف. ۱۰)

(یعنی آپ ﷺ ان سے) کہئے کہ اگر یہ قرآن منجانب اللہ ہوا اور تم نے اس کا انکار کر دیا باوجودیکہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) شہادت دے چکا ہے کہ اس کی مثل ایک شخص ظاہر ہوگا (گویا وہ تو) ایمان لے آیا مگر تم (جو اس کی امت میں سے ہو) تکبر سے کام لے رہے ہو) یاد رکھو) اللہ تعالیٰ ظالموں (ناانصافی کرنے والوں) کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ قرآن شریف کے اس ارشاد کی تائید خود تورات سے ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے:

میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔ (۲)

یعنی اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بشارت دے رہا ہے کہ تیرے بعد ایک نبی آئے گا وہ ترے بھائیوں (یعنی اسماعیل علیہ السلام) میں سے ہوگا جو حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بھائی تھے، فرمایا کہ اس کی علامت یہ ہوگی کہ میں اس کے منہ میں اپنا کلام ڈالوں گا یعنی اسے ایک کامل شریعت دوں گا اور ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آیا جو کامل شریعت لے کر آیا ہو، حضرت مسیح علیہ السلام ضرور تشریف لائے مگر وہ کوئی نئی شریعت لے کر نہیں آئے بلکہ توریت ہی کے شارح تھے چنانچہ آپ علیہ السلام خود فرماتے ہیں۔

یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ (۳)

گویا حضرت مسیح علیہ السلام نہایت واضح الفاظ میں اقرار کر رہے ہیں کہ آپ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند نبی نہیں تھے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو صاحب شریعت نبی تھے، دوسرے مسیحی دنیا حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی نہیں بلکہ خدا اور خدا کا بیٹا کہتی ہے جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس نبی کی تشریف آوری کی شہادت دے رہے ہیں جو نبی ہونے کا مدعی ہوگا اور وہ حضور اقدس ﷺ کے سوائے اور کوئی نہیں تھا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت

جہاں تک حضرت مسیح علیہ السلام کا سوال ہے وہ تو خود حضور اقدس ﷺ کے منادتھے چنانچہ قرآن شریف آپ علیہ السلام کی یہ بشارت ان الفاظ میں بیان کرتا ہے فرمایا:

واذ قال عیسی ابن مریم یبنی اسراء یل انی رسول الله الیکم مصلقا لما بین یدی من التورة و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد (الصف . ٦)

(اور (یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا کے اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں اور مجھ سے پہلے جو توراۃ آچکی ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جن کا نام احمد ﷺ ہوگا۔

یہ اعلان تو قرآن شریف کا ہے۔ قرآن شریف کے نزول سے قریباً چھ سو سال قبل انجیل مقدس میں خود حضرت مسیح علیہ السلام ان الفاظ میں اپنے بعد آنے والے اس رسول ﷺ معظم کا ذکر فرماتے اور جلالی شہادت دیتے ہیں،

دنیا کا سردار آتا ہے (۴)

یہ اعلان اس وقت کیا جارہا ہے، یہ بشارت عین اس وقت دی جارہی ہے جب حضرت مسیح علیہ السلام خود کو دشمنوں کے سپرد کرنے جارہے ہیں اور چند گھڑیوں کے بعد آپ علیہ السلام کو گرفتار کیا جانے والا ہے، آپ علیہ السلام اپنے عقیدتمندوں اور شاگردوں سے (بظاہر) آخری خطاب فرمارہے ہیں اور انہیں تسلی دیتے ہوئے

فرماتے ہیں کہ:

میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا...... اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا(۵)

اس مددگار کو جناب مسیح روح حق کے لقب سے بھی یاد کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ:

مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے، لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا(۶)

وہ ...... مددگار ...... اور ...... روح حق کون ہے؟ اس سوال کا جواب حضرت مسیح علیہ السلام کے ان الفاظ میں موجود کہ...... جب تک میں دنیا سے نہ جاؤں وہ نہیں آئے گا...... یعنی میرے بعد اس کا ظہور ہوگا...... گویا وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے علاوہ کوئی وجود ہے اس کا مقام ومرتبہ اس طرح متعین فرماتے ہیں کہ...... وہ دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا...... یعنی وہ مجاز مطلق ہوگا۔

صاحب اختیار ہوگا، اس کے پاس کامل شریعت ہوگی وہ کسی سابقہ شریعت کا محتاج اور تابع نہیں ہوگا۔ وہ ایسے ضابطے اور قوانین دنیا کو دے گا جو حق باطل میں امتیاز کردیں گیا اور گناہ ثواب کے راستے متعین کردیں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام ان گناہوں کی نشاندہی فرماتے ہیں جن کا ارتکاب ان کی قوم نے کیا فرمایا:

وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے مجھے راستباز نہیں جانتے مجھے مجرم قرار دے کر سزا کا مستحق ٹھہرایا جارہا ہے۔(۷)

فرماتے ہیں کہ آنے والا...... روح حق...... مجھے ان الزامات سے بری کرے گا جو میری قوم نے مجھ پر لگائے ہیں۔ یہ بہت ہی غور کا مقام ہے وہ کون تھا جو حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد آیا اور جس نے آپ علیہ السلام کو بے قصور ٹھہرایا؟...... صرف ایک ہی وجود تھا جو حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ظاہر ہوا اور وہ تھے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو حضرت مسیح علیہ السلام کے چھ سو سال کے بعد مبعوث ہوئے اور آپ ﷺ کے ذریعے حضرت مسیح علیہ السلام پر سے وہ سارے الزامات دور کردئے گئے جو یہود نے ان پر لگائے تھے چنانچہ قرآن شریف حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے کہ:

اتنی الکتب وجعلنی نبیا (مریم . ۳۱)

یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو کتاب ونبوت سے سرفراز کیا گیا۔ پھر فرمایا:

واتینا عیسی ابن مریم البینت وایدنه بروح القدس (البقرۃ۔۸۷)

یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو روشن دلائل کے ساتھ بھیجا گیا اور روح القدس کے ذریعے آپ علیہ السلام کی تائید کی گئی۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

وجیها فی الدنیا والاخرۃ (آل عمران۔۴۵)

جناب مسیح علیہ السلام دنیا وآخرت دونوں میں صاحب منزلت تھے اور مقرب الہی بھی۔

اب ان آیات مبارکہ کی تھوڑی سی تشریح۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے دشمن آپ علیہ السلام کو کاذب کہتے تھے، فریب کار قرار دیتے تھے۔ حضور اقدس ﷺ کے ذریعے اس الزام کو یہ کہہ کر رد کردیا گیا کہ مسیح علیہ السلام کو تو کتاب ونبوت سے سرفراز کیا گیا جب کہ جھوٹے اور فریب کار خدا کی بارگاہ سے دھتکار دیئے جاتے ہیں۔

پھر آپ علیہ السلام کے بارے میں قرآن نے فرمایا کہ انہیں روشن دلائل کے ساتھ بھیجا گیا اور روح القدس کے ساتھ ان کی تائید کی گئی۔ ظاہر ہے کہ روح القدس انہی پر نازل ہوتا ہے اور انہی کی تائید کرتا ہے جو خدا کی جناب میں مقبول ہوتے ہیں اور جنہیں خدا اپنے لئے چن لیتا ہے۔ روشن دلائل بھی انہی صاحب بصیرت اور روحانی شخصیتوں کو دیئے جاتے ہیں، جو خدا کی نظر میں برگزیدہ ہوتی ہیں۔ پھر فرمایا کہ مسیح علیہ السلام تو دنیا اور آخرت دونوں میں صاحب قدر ومنزلت تھے جنہیں قرب الہی حاصل تھا یہ ایک اور ثبوت ہے اس حقیقت کا کہ اللہ تعالیٰ انہیں مقام نبوت پر سرفراز فرما چکا تھا، اور وہ اس کے پسندیدہ وجود تھے، انہیں ہر قدم پر تائید الہی حاصل تھی ورنہ ممکن ہی نہ تھا کہ انہیں دنیا وآخرت دونوں میں وجاہت ومنزلت نصیب ہوتی۔

پھر فرمایا:

وامه صدیقه (المائدہ۔۷۵)

اس (مسیح علیہ السلام) کی والدہ راست باز اور صادق القول تھی۔

اس طرح قرآن شریف نے ان دو لفظوں میں حضرت مسیح علیہ السلام اور آپ کی والدہ دونوں کے مقامات بلند کا تعین فرماتے ہوئے ان قدسی نفوس کو ان تمام الزامات سے پاک ومنزہ قرار دیا جو ان کے دشمن ان پر لگا رہے تھے۔ حضرت مسیح

علیہ السلام کی والدہ کو ایک بہت ہی گندے اور ناپاک الزام سے مطعون کیا جارہا تھا اور حضرت مسیح علیہ السلام کے حسب نسب پر سخت اعتراضات کئے جارہے تھے۔ حضور اقدس ﷺ کے ذریعے اعلان کر دیا گیا کہ جناب مسیح علیہ السلام کی والدہ راست باز تھیں اور جب انہوں نے کہا کہ مجھے کسی مرد نے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں تو وہ سچ کہہ رہی تھیں پس حضرت مسیح علیہ السلام کسی غلط فعل کے نتیجے میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ محض خدا کی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا ہوئے پھر جب ان کی ماں نے فرمایا کہ فرشتے نے مجھے بشارت دی ہے کہ مجھے ایک بیٹا دیا جائے گا جو کتاب وحکمت کا وارث ہوگا اور بنی اسرائیل کے لئے نبی ہوگا، (آل عمران۔۹۴) تو وہ سچ کہہ رہی تھیں کیونکہ وہ صدیقہ تھیں اور صدیق (راست باز) لوگ جھوٹ نہیں بولا کرتے۔

پس حضور اقدس ﷺ کو یہ شرف حاصل ہے کہ بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت مسیح علیہ السلام ابن مریم نے آپ ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت دی اور یہ کہہ کر آپ ﷺ کو اپنا محسن قرار دیا کہ...... وہ آکر میری عدالت کرے گا...... اس میں کیا شک ہے کہ اگر حضور اقدس ﷺ تشریف نہ لاتے اور آپ ﷺ حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں کلمات خیر نہ کہتے تو ہمارے پاس ان کے مقام ومرتبہ کا تعین کرنے کا کوئی اور ذریعہ نہ تھا اور ہم ان کی تصدیق کرنے سے معذور تھے گویا حضور اقدس ﷺ اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والے قرآن کا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جناب مسیح علیہ السلام دونوں کی امتوں پر احسان ہے۔

آنحضور ﷺ سراج منیر ہیں

دنیا میں جتنے بھی نبی آئے بلاشبہ وہ سب روشنی لے کر آئے اور ان کے آتے ہی اندھیرا کافور ہوگیا مگر جلد ہی پھر تاریکی نے غلبہ پالیا لیکن ہمارے آقا ومولا ﷺ کو یہ شرف وفضیلت حاصل ہے کہ آپ ﷺ سراج منیر تھے آپ ﷺ کے جانے کے بعد تاریکی غلبہ نہ پاسکی اور نہ پاسکے گی چنانچہ ارشاد ہوا:

وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا (الاحزاب)

اور (اے رسول ﷺ) آپ لوگوں کو اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلاتے ہیں اور نور کا چراغ ہیں۔

یعنی جس طرح چراغ اس وقت روشن ہوتا ہے جب شام ہوتی ہے اور اندھیرا چھانے لگتا ہے پس حضور اقدس ﷺ بھی اس وقت تشریف لائے جب ہر طرف تاریکی چھا چکی تھی اور بدقسمت انسان اندھیروں میں بھٹکتا پھر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے تشریف لا کر بنی نوع انسان کو تاریکی بھول بھلیوں سے نکال کر روشن راہوں پر گامزن فرمایا۔

جس طرح جب چراغ گل ہوتا ہے تو ساتھ ہی ہر طرف روشنی پھیل جاتی ہے یعنی دن نکل آتا ہے، گویا چراغ کی موجودگی میں بھی روشنی ہی روشنی ہوتی ہے اور اس کے گل ہونے کے بعد بھی روشنی ہی روشنی ہوتی ہے، اسی طرح آنحضور ﷺ جب تک دنیا میں جسمانی طور پر موجود رہے، روشن چراغ کی طرح ماحول کو روشن فرماتے رہے اور جب آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے تو اپنے پیچھے نور ہی نور چھوڑ گئے۔

یعنی ایسی تعلیم جو قیامت تک بنی نوع انسان کی رہنمائی کرتی رہے گی اور اسے تاریکی میں ٹھوکریں کھانے سے بچاتی رہے گی۔ آپ ﷺ کی امت میں ایسے قدس نفوس پیدا ہوتے رہیں گے، جو حضور اقدس ﷺ کے چراغ نور سے روشنی لے کر دنیا کو منور کرتے رہیں گے یعنی ایسے اولیاء...... مصلحین مجددین جو خلفائے محمد ﷺ کی حیثیت سے حضور اقدس ﷺ کی نیابت کریں گے۔ یہ شرف صرف اور صرف ہمارے آقا ومولا کو حاصل ہے کہ آپ ﷺ کا چراغ ہمیشہ جلتا رہے گا۔

ماضی میں جتنے انبیا آئے تھے ان میں سے کسی کی تعلیم اپنی اصل حالت میں موجود نہیں رہی۔ ان میں سے ہر نبی اپنی قوم اور اپنے زمانے کے لئے تھا۔ ان میں سے کسی کی امت میں اب اہل اللہ اور اولیا اللہ پیدا نہیں ہوں گے۔ یہ ساری امتیں بانجھ ہوگئیں، آج ان میں سے کسی کا چراغ روشن نہیں۔

سارے چراغ بجھ گئے لیکن ایک چراغ ہے جو روشن ہے اور قیامت تک روشن رہے گا کیونکہ وہ سراج منیر ہے، نور کا چراغ اور وہ چراغ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کاملہ کا ہے (ﷺ)۔

آنحضور ﷺ کا وصل الھیٰ

یوں تو دنیا کا ہر نبی اپنی قوم کیلئے درد رکھتا تھا، اس کی حالت زار دیکھ کر اس کا دل کڑھتا تھا، وہ اپنے رب کریم کے حضور اپنی قوم کی فلاح وخیر کیلئے دعائیں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی توجہ چاہتا تھا مگر ہمارے آقا ومولا ﷺ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ بالکل منفرد تھا جس کی ایک جھلک اس ارشاد قرآنی میں دیکھی جاسکتی ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

وھو بالا فق الا علی ، ثم دنا فتدلی

(سورۃ النجم آیت نمبر۷۔۸)

یعنی بنی نوع انسان کی حالت زار دیکھ کر رسول اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ

کا زیادہ سے زیادہ قرب حاصل کرنے کی غرض سے اس کی طرف روحانی پرواز شروع کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے دل میں اپنی محبت کا جوش دیکھ کر (روحانی طور پر) آپ ﷺ کی طرف اترنا اور آپ ﷺ کے قریب ہونا شروع کیا پھر دونوں ایک دوسرے کے اتنے قریب ہو گئے اور باہم متصل ہو گئے جیسے دو کمانیں ایک دوسرے سے جوڑ دی جائیں اور ان میں بال برابر بھی فاصلہ نہ رہے۔

کیا تاریخ انبیا میں کوئی بھی نبی ایسا گزرا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس شرف وفضیلت سے نوازا ہو؟ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کے قرب کا وہ انتہائی مقام ہے جس کے بعد کوئی مقام باقی نہیں رہا۔

آنحضورﷺ کو مقام محمود پر فائز کیا گیا

پھر اس مقام کی تشریح بھی فرمادی چنانچہ ارشاد ہوا:

ومن الیل فتھجدبه نافلة لک عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا (بنی اسرائیل ۔ آیت نمبر ۷۹)

(یعنی اے میرے رسول! پس تھوڑا سا سولینے کے بعد رات کو بیدار ہو کر اللہ کی عبادت کیا کر جو تجھ پر ایک اور خاص انعام ہے اس طرح امید رکھ کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر فائز کر دے گا۔)

اس آیت مقدسہ میں حضور اقدس ﷺ کو وہ مقام دیا گیا ہے جو آپ ﷺ کو سارے انسانوں بلکہ سارے نبیوں سے ممیز وممتاز کرتا ہے یعنی دنیا کے تمام انسان اور تمام رسول و نبی اللہ تعالیٰ کی حمد کے لئے پیدا کئے گئے تھے مگر حضور اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی اتنی حمد کی، اتنا قرب الٰہی حاصل کر لیا کہ آپ ﷺ خود حمد کے مستحق قرار پائے اور اب قیامت تک آپ ﷺ کی تعریف کی جاتی رہے گی ۔ بلاشبہ اس شرف میں دنیا کا کوئی نبی آپ ﷺ کا شریک وسہیم نہیں۔

آنحضورﷺ پر درودو سلام بھیجنے کا حکم

پھر ارشاد ہوا:

ان الله و ملکته یصلون علی النبی، یایها الذین امنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما ،

(سورہ احزاب ۔ آیت نمبر ۵۶)

(یقیناً اللہ تعالیٰ اس نبی پر سلامتی نازل کر رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی اس پر سلام ورحمت بھیج رہے ہیں اس لئے اے ایمان والوں تم بھی (میرے) نبی پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔)

پس رسول اقدس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مقام ومرتبہ انسانی وہم گمان سے برتر وبالا ہے۔ جس پاک نبی پر خود اللہ تعالیٰ سلام بھیجے، اس کے فرشتے درود و بھیجیں، اس کے مومن ومخلص بندے اس رسول کے درجات کی بلندی کے لئے ابد الآباد تک دعا کرتے چلے جائیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جس کے سر اقدس پر ختم نبوت کا مقدس ولاثانی تاج سجایا جائے، اس کے مقام ارفع واعلیٰ کا ادراک کون کر سکتا ہے۔

آنحضورﷺ کا خصوصی ادب

انسانی تاریخ اور صحائف آسمانی گواہ ہیں کہ جس انداز سے ہمارے آقا و مولا ﷺ کو مخاطب کیا گیا اور جس ادب واحترام کو حضور اقدس ﷺ کے لئے لازم ٹھہرایا گیا اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بولنے کو منع کر دیا گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

اے ایمان والو! میرے نبی کے سامنے اپنی آواز کو پست رکھو، ان کے سامنے اونچی آواز سے مت بولا کرو ورنہ یاد رکھو تمہاری ساری نیکیاں اور ساری خدمات جو تم بجالاتے ہو وہ سب ضائع ہو جائیں گی (اور تم برباد ہو کر رہ جاؤ گے) ۔ (سورہ الحجرات ۔ آیت ا)

سوچئے کتنا مقام بلند ملا تھا حضور اقدس ﷺ کو۔ پھر فرمایا کہ:

میرے رسول کو بیوقوفوں اور جاہلوں کی طرح آپ ﷺ کے مکان کے پچھواڑے سے آوازیں مت دیا کرو جیسے کہ تم ایک دوسرے کو مکان سے باہر آنے کے لئے آوازیں دیتے ہو۔

(الحجرات ۔ آیت) کہ اے فلاں! او فلاں ابن فلاں باہر آؤ قرار دیا، قابل مواخذہ ٹھہرایا کہ یہ طریقہ بھی ایسے لوگوں کے اعمال کو برباد کر کے رکھ دے گا۔

مزید فرمایا:

اے ایمان والو! تم یہ نہ خیال کرو کہ تمہارا (میرے) رسول کو مخاطب کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہو۔ (سورہ نور ۔ آیت نمبر ۶۳)

یعنی میرے رسول ﷺ کو ادب واحترام سے مخاطب کیا کرو۔

آنحضورﷺ کے وقت عزیز کی قدر کرنے کا حکم

پھر فرمایا کہ:

اے ایمان والو! میرے رسول ﷺ کے گھروں میں ہرگز داخل نہ ہوا کرو سوائے اس کے کہ تمہیں کھانا کھانے کے لئے بلایا جائے اور نہ کھانا تیار ہونے کے انتظار میں اس کے گھروں میں بیٹھے رہا کرو (یعنی وقت سے پہلے جا کر مت بیٹھ جایا کرو) نہ باتیں کرنے کے شوق میں اس کے گھر میں ڈیرے ڈالے رہا کرو، ہاں جب رسول تمہیں دعوت دے تو چلے جایا کرو اور کھانا کھانے کے بعد اٹھ جایا کرو۔ رسول کے گھر میں تمہارا بلا وجہ بیٹھے رہنا اسے تکلیف دیتا تھا مگر وہ تمہیں منع کرنے سے حیا کرتا تھا لیکن اللہ سچی بات کہنے سے حیا نہیں کرتا۔

(سورہ احزاب۔آیت نمبر ۵۳)

آپ نے غور کیا؟ حضور اقدس ﷺ کے بارے میں یہ خصوصی اہتمام کیوں کیا جا رہا ہے؟...... دراصل اس طرح ہمارے دلوں میں رسول اقدس ﷺ کی محبت جاگزیں کی جا رہی ہے، آپ ﷺ کا ادب کرنا سکھایا جا رہا ہے کیونکہ جب تک کسی ہستی سے سچی محبت نہ ہو، انسان کے دل میں اس کا غیر معمولی ادب نہ ہو اس وقت تک وہ اس کی باتوں کو اتنی اہمیت نہیں دیتا جس کی وہ مستحق ہوتی ہیں۔

پس جب ہمارے دلوں میں حضور اقدس ﷺ کا داب و احترام پوری طرح جگہ حاصل کر لے گا تو ہم آپ ﷺ کی ہر بات کو دل کے کانوں سے سنیں گے اور آپ ﷺ کے ہر حکم پر روح کی تمام توانائیوں سے عمل کریں گے اس طرح نہ صرف خود ہماری دنیا و عقبیٰ سنور جائے گی بلکہ آپ ﷺ کی محبت اور سچی اطاعت کی بدولت ہم دنیا میں وہ انقلاب بھی لے آئیں گے جسے برپا کرنے کی غرض سے حضور اقدس ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔

یہ حکمت ہے آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے اور آپ ﷺ کا غیر معمولی ادب و احترام کرنے میں اور...... سچی بات تو یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا کردار اتنا پاکیزہ اخلاق اتنا اعلیٰ و کریمانہ اور آپ ﷺ کا وجود مسعود بنی نوع انسان کے لئے شفقت سے اتنا لبریز تھا کہ انسان خود بخود آپ ﷺ کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور اس کی زبان پر بے ساختہ حضور اقدس ﷺ کے لئے کلمات درود جاری ہو جاتے ہیں۔

ﷺ